## سوال

جن لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت سست کہا ان کے حق میں نبوی دعا

## جواب

الحمد للہ

اول :

ہمارے نبی مکرم جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بردباری، تحمل مزاجی، اور زبانی مٹھاس جیسی عظیم صفات سے متصف تھے، اللہ تعالی نے آپ کی یہ خوبی قرآن کریم میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ

ترجمہ : اللہ کی رحمت سے ہی آپ ان کے لیے نرم خو ہوئے، اگر آپ سخت گو اور سنگ دل ہوتے تو وہ سب آپ کے ارد گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔[آل عمران :159]

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوبی کا تذکرہ سابقہ کتب سماویہ میں بھی آیا ہے، جیسے کہ

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :

"اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تورات میں بھی بعض وہ خوبیاں مذکور ہیں جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔ ۔ ۔ وہ فحش گو نہیں ہوگا، نہ ہی سنگ دل، وہ بازاروں میں شور و غوغا نہیں کرے گا، نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دے گا، بلکہ وہ درگزر اور معاف کرے گا۔ "اس حدیث کو بخاری : (2125) نے روایت کیا ہے۔

نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کو انہی صفات سے مزین پایا،

جیسے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گالی گلوچ، فحش گوئی نہیں کرتے تھے، اور نہ ہی لعنت بھیجتے تھے، اور جب کسی کو ڈانٹ پلاتے تو فرماتے : اسے کیا ہو گیا ہے! اس کی پیشانی خاک آلود ہو) اس حدیث کو بھی بخاری : (6031) نے روایت کیا ہے۔

حتی کہ بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کے بد دعا کے مستحق ہونے کے باوجود ان پر بد دعا نہیں فرمائی، جیسے کہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : "کہا گیا : اللہ کے رسول! مشرکوں کے خلاف بد دعا کر دیجیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (مجھے لعنت کی صورت میں بد دعا کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔)"اس حدیث کو امام مسلم : (2599) نے روایت کیا ہے۔

دوم :

سوال میں مذکور حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے۔

یہ روایت متعدد صحابہ کرام سے منقول ہے، جیسے کہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (یا اللہ!جس کسی مومن کو میں نے برا بھلا کہا ہے ، تو اسے اس مومن کےلیے روزِقیامت تیرے قرب کا ذریعہ بنا دے)

حدیث کے یہ الفاظ امام بخاری : (6361) کے ہیں ویسے اس حدیث کو مسلم : (2601) نے بھی روایت کیا ہے ۔ اسی مفہوم کی ایک اور روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مسند احمد : (3/33) میں مروی ہے ، اسی طرح مسند احمد : (5/294) میں ہی ابو سوارؒ اپنے ماموں سے بھی بیان کرتے ہیں ، اس لیے یہ روایت اصح الاحادیث یعنی صحیح ترین احادیث میں شامل ہے ۔

ایسے ہی سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (یقیناً میں بشر ہوں ، اور میں نے اپنے رب سے طے کیا ہے کہ : میں مسلمانوں میں سے کسی بھی انسان کو برا بھلا کہوں تو اسے اس کےلیے پاکیزگی اور اجر کا باعث بنا دے ۔ ) اس حدیث کو مسلم : (2602) نے روایت کیا ہے ۔

اسی طرح انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ : "سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی اور یہی [ام سلیم رضی اللہ عنہا ] انس رضی اللہ عنہ کی والدہ بھی ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم بچی کو دیکھا تو فرمایا : (کیا تم وہی ہو ، تم تو بہت بڑی ہوگئی ہو!تیری عمر بڑی نہ ہو) یہ سن کر وہ لڑکی روتی ہوئی واپس سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئی ، تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا : "بیٹی!کیا ہوا؟ "اس نے کہا : "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بد دعا دی ہے کہ میری عمر زیادہ نہ ہو ، اب میری عمر کسی صورت زیادہ نہیں ہوگی "تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سر پر جلدی سے دوپٹہ لپیٹتے ہوئے نکلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں ، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا : (ام سلیم!کیا بات ہے ؟ ) سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا : "اللہ کے نبی!کیا آپ نے میری یتیم بیٹی پر بد دعا کی ہے ؟ "آپ نے پوچھا : (ام سلیم! تمہارا کیا مطلب ہے ؟ ) اس پر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بتلایا : "میری بیٹی کا کہنا ہے کہ : آپ نے دعا فرمائی ہے کہ اس کی عمر زیادہ نہ ہو "سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرادیے اور پھر فرمایا : "ام سلیم!کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے طے کرتے ہوئے یہ کہا ہوا ہے کہ : میں ایک بشر ہی ہوں ، جس طرح ایک بشر خوش ہوتا ہے ، میں بھی خوش ہوتا ہوں اور جس طرح بشر ناراض ہوتے ہیں میں بھی ناراض ہوتا ہوں ۔ تو میری امت میں سے کوئی بھی آدمی جس کے خلاف میں نے بد دعا کی اور وہ اس کا مستحق نہ تھا تو اس دعا کو قیامت کے دن اس کےلیے پاکیزگی ، گناہوں سے صفائی اور ایسی قربت بنا دے جس کے ذریعے سے تو اسے اپنے قریب فرمالے ۔ "اس حدیث کو امام مسلم : (2603) نے روایت کیا ہے ۔

سوم :

یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں غلو کرنے والے لوگوں پر رد ہے ؛ وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا کہ میں بشر ہوں ، مجھے بھی ایسے ہی غصہ آتا ہے جیسے عام بشر کو آتا ہے ، اگرچہ آپ اللہ تعالی کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے ، تقوی الہی کے سب سے بڑے حامل تھے ، آپ غلطی اور کوتاہی سے سب سے دور بھی تھے ؛ ہاں آپ کا ذاتی اجتہاد معصوم عن الخطا نہیں تھا ، آپ کے بشر ہونے کی وجہ سے شاذ و نادر صادر ہونے والی لغزشوں سے آپ معصوم نہیں تھے ، تاہم اتنا ضرور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اجتہادی لغزش پر برقرار رہنے سے معصوم تھے ، آپ کی لغزش کی اصلاح کےلیے فوری وحی نازل ہوجاتی تھی ۔ البتہ غصے کی حالت میں برا بھلا کہنے کی صورت میں کسی دوسرے شخص کا حق متاثر ہوسکتا ہے ؛ جیسے کہ یہاں مذکورہ حدیث میں ہوا ہے تاہم اس کا نتیجہ پھر بھی اچھا ہی ہے ؛ کیونکہ اگر آپ نے غصے کی حالت میں کسی غیر مستحق کو برا بھلا کہا تو یہ اس کےلیے روزِقیامت پاکیزگی ، اجر اور قرب الہی کا باعث ہوگا ، اسی چیز کا اللہ تعالی نے مذکورہ احادیث میں وعدہ کیا ہے ۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ہوسکتا ہے کہ کوئی شدید جذباتی اور ہوس پرست شخص ان احادیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے نام پر مسترد کر دے ، اور یہ سمجھے کہ ایسی احادیث نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی زبان پر آنا بھی ممکن نہیں!لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طرح صحیح حدیث کو مسترد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے ؛ کیونکہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے ، بلکہ یہ روایت تو ہمارے ہاں متواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے ؛ اس لیے اس حدیث کو امام مسلم نے سیدہ عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جیسے کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں ، اسی طرح یہ ابو ہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے ، نیز سلمان ، انس ، سمرہ ، ابو طفیل سمیت ابو سعید خدری اور دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے ، اس کی تفصیلات کےلیے آپ "کنز العمال "

(124/2) دیکھیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی طریقے سے تعظیم کا انداز یہی ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی صحیح ثابت ہے اس کی سچے دل سے تصدیق کریں، تبھی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی بھی کمی یا بیشی کے بغیر ایمان لا سکیں گے، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب وسنت کی گواہی کے مطابق بشر ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ساری بشریت کے سربراہ اور صحیح احادیث کی روشنی میں افضل ترین بشر بھی ہیں، آپ کی افضیلت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، ساری زندگی واضح ترین گواہ ہے، اللہ تعالی نے آپ کو ایسے اعلی اخلاق اور بلند خوبیوں سے نوازا تھا کہ کسی بھی انسان کو یہ اخلاق اور خوبیاں میسر نہیں ہوئیں، بلکہ اللہ تعالی نے خود ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے سچ فرمایا کہ:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

ترجمہ: اور بیشک آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔ [القلم: 4] "ختم شد
ماخوذ از: "السلسلہ الصحیحہ" (رقم/84)

چہارم:

اہل علم نے مذکورہ حدیث اور دیگر اس جیسی احادیث کی اور اعلی اخلاقیات وامت کے ساتھ شفقت پر مشتمل متواتر و قطعی احادیث کے درمیان تطبیق بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

جیسے کہ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:
"یہ احادیث بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اپنی امت پر مہربان تھے، آپ اپنی امت کا کتنا بھلا کرتے تھے، اور ان کی خیر خواہی کرتے تھے، نیز آپ اپنی امت کے لیے ہر مفید کام کی رغبت رکھتے تھے۔

یہ جو آخری روایت ہے یہ باقی مطلق روایات کی مراد بیان کرتی ہے، اور واضح کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا اس شخص کے لیے رحمت، کفارہ اور پاکیزگی جیسے دیگر فوائد کا باعث بنتی ہے، لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو اور بد دعا، لعن طعن کا مستحق نہ ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار اور منافقوں کے بارے میں بد دعا بھی کی ہے اور ان کے بارے میں کی گئی بد دعائیں ان کے لیے رحمت نہیں بنیں۔

اگر اعتراض کرتے ہوئے کہا جائے کہ: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص بد دعا، یا برا بھلا کہلوانے یا لعن طعن کا مستحق ہی نہیں ہے تو آپ اس پر کیسے یہ سب کچھ کر سکتے ہیں؟ تو اس کا جواب وہی ہے جو علمائے کرام نے دیا ہے، ان جوابات کا خلاصہ دو باتیں ہیں:

پہلی بات: اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالی کے ہاں اور حقیقی طور پر برا بھلا کہلوانے کے مستحق نہیں ہیں، تاہم ان کی ظاہری حالت ایسی ہے کہ جن سے وہ برا بھلا کہلوانے کے مستحق ٹھہرتے ہیں، تو اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرعی اصولوں کی رو سے ان کی ظاہری حالت ہوتی ہے اور وہ زدو کوب کے مستحق ٹھہرتے ہیں، لیکن حقیقی طور پر وہ ڈانٹ ڈپٹ اور برا بھلا کہلوانے کا حقدار نہیں ہوتا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حالت دیکھنے کے مکلف ہوتے ہیں جبکہ باطنی اور حقیقی امور تو اللہ تعالی کے سپرد ہوتے ہیں۔

دوسری بات: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو بھی بد دعا دی ہے یا برا بھلا کہا ہے وہ در حقیقت مقصود ہی نہیں ہوتا، بلکہ عرب کی عادت ہے کہ وہ ان الفاظ کو ان کے معانی ذہن میں رکھے بغیر اپنی گفتگو میں بولتے ہیں، جیسے کہ کہا جاتا ہے: "تَرِبَتْ يَمِينُكَ" یعنی تیرا دایاں ہاتھ خاک میں مل جائے۔ "عَقْرَى حَلْقَى" یعنی: تباہ و برباد ہو اور گنجی ہو جائے۔

اور اس حدیث میں آیا ہے کہ : "لَاکَبِرَتْ سِنّک "یعنی : تیری عمر لمبی نہ ہو، اور اسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فرمایا : "لَا أَشْبَعَ اللَّہ بَطْنَک "یعنی : اللہ کرے تیرا پیٹ نہ بھرے ۔ ان تمام تر محاوروں میں بد دعا مراد ہی نہیں لی جاتی، لیکن پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ محاورے بولتے ہوئے قبولیت کا وقت نہ ہو، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے دعا فرمائی کہ ایسے محاوروں کو بھی اللہ تعالی رحمت، گناہوں کی بخشش، قرب الٰہی، اجر اور گناہوں سے پاکیزگی کا باعث بنا دے ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان محاوروں کو بہت کم اور شاذ و نادر ہی استعمال کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوبی تھی کہ آپ فحش گو، تکلف سے فحش گوئی کرنے والے نہیں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ لعنت بھی نہیں فرماتے تھے اور نہ ہی اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام لیتے تھے ۔ اس بارے میں پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے کہ لوگوں نے کہا : اللہ کے رسول! دوس قبیلے کے خلاف بد دعا کر دیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (یا اللہ! دوس قبیلے کو ہدایت عطا فرما) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے بارے میں فرماتے تھے : (یا اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے، یہ حقیقت سے آشنا نہیں ہیں) واللہ اعلم "ختم شد

ماخوذ از : شرح مسلم : (16/152)

اسی طرح ابن الاثیر رحمہ اللہ نے بھی ایک حدیث کی شرح میں مذکورہ اعتراض جیسے امور پر گفتگو کی ہے، آپ کہتے ہیں کہ :

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے صادر ہونے والی دعا میں دو قول ہیں :

پہلا قول : آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سائل کی طمع اور پر زور سوال پر تعجب ہوا۔

دوم : جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرص اور لالچ میں ڈوبا ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ تقاضائے بشریت اس پر بد دعا فرما دی، اب ایک اور حدیث میں ہے کہ : (یا اللہ! میں بشر ہوں، اس لیے اگر میں نے کسی کے خلاف بد دعا کی ہے تو میری دعا کو اس کے لیے رحمت بنا دے)" ختم شد

ماخوذ از : "النہایۃ فی غریب الحدیث "(1/71)

مزید کے لیے ابن مفلح کی کتاب : "الآداب الشرعیۃ" (1/81-83، 343-344) کا مطالعہ کریں ۔

نصوص کے ظاہر سے یہی محسوس ہوتا ہے کہ : ان میں مذکور لعنت، گالی، اور مار پیٹ کا تذکرہ اگر ایسے لوگوں کے بارے میں ہے جو اس کے حقدار نہیں تھے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی اجتہاد اور ظاہری علامات پر حکم لگانے کے قبیل سے ہے، لیکن حقیقت میں وہ شخص ان کا حقدار نہیں ٹھہرتا تھا، حکم اس لیے صادر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اور غیب نہیں جانتے تھے ۔

یا پھر یہ حکم بہ تقاضائے بشریت غصے کی حالت میں صادر ہوئے ہیں، تو غصے کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی ایسے شخص پر بھی غضبناک ہو گئے جو حقیقت میں قصور وار نہیں تھا، یہی وجہ ہے کہ انہی احادیث میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ : (میں بشر ہی ہوں) ۔ لیکن پھر بھی ان سخت جملوں کا نتیجہ اچھا ہی ہے اس لیے کہ جو شخص لعنت اور برا بھلا کہلوانے کا حقدار نہیں تھا اس کے بارے میں اللہ تعالی نے بر عکس وعدہ کر رکھا ہے کہ یہ سب چیزیں اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں گی اور قرب الٰہی کا باعث ہوں گی، اس طرح ایسے شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے کوئی حق یا تلافی باقی نہیں رہے گی، بلکہ یہ اس کے لیے نعمت اور بلندی درجات کا باعث ہو گی ۔

مزید کے لیے دیکھیں : علامہ ذہبی کی کتاب : "سیر أعلام النبلاء" (3/123-124، 14/130)

واللہ اعلم